صحيح البخاري

كتاب بدء الوحی

پہلی حدیث

پہلا باب

کل احادیث: 7

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

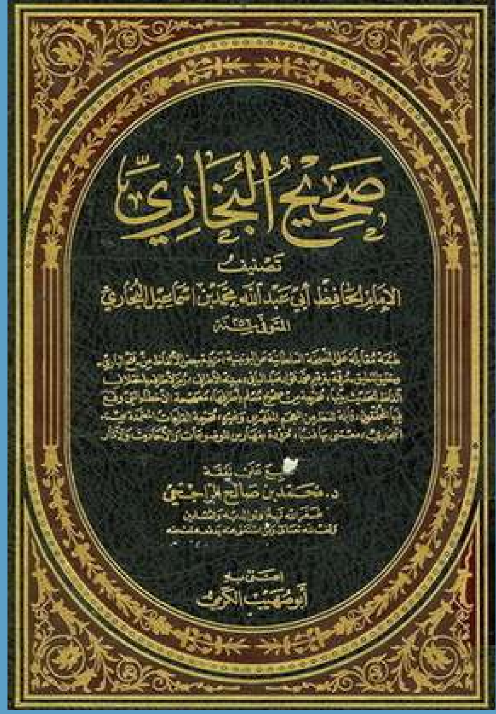

بسم الله الرحمن الرحيم

امام بخاری رح کا طرز آغاز اور اس پر اشکال

كل كلام لا يبدأ فيه بالحمدلله فهو أجذم (أبوداود)

1. روایت ضعیف ہے۔
2. إنه حمد لفظا لا كتابة
3. بسم اللہ میں اللہ تعالی کے نام الحمدکے زمرہ میں ہی آتے ہیں۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

باب كيف كان بدء الوحى إلى رسول الله ﷺ

باب: 7 احادیث

كيف كان بدء الوحى: وحی کی تمام کیفیات اور متعلقات کا بیان

الوحی:

لغت: الإعلام فی خفاء چپکے سے بتا دینا

اصطلاح: وہ کلام جو اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہو، خواہ بذریعہ فرشتہ یا کسی اور ذریعہ سے۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

وحی کی اقسام

پہلی قسم

وحی ظاہری

- فرشتہ کا ملاقات کرنا
- الہام قلب میں القاء
- فرشتہ کا اشارہ کرنا

نفث في الروع

وحی باطنی

نبی اکرم ﷺ کا اجتہاد جس کو برقرار رکھا گیا

دوسری قسم

وحی متلو

قرآن

وحی غیر متلو

حدیث

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

وقول الله جل ذكره: إِنّا أَوحَينا إِلَيكَ كَما أَوحَينا إِلىٰ نوحٍ وَالنَّبِيّينَ مِن بَعدِهِ

امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت: ترجمہ کو ثابت کرنے کے لیے قرآن کریم کی آیات ذکر کرتے ہیں۔

مناسبت: وحی اللہ تعالی کی سنت قدیمہ ہے، وحی الہام نہیں تھی بلکہ وحی رسالت تھی.

نوح علیہ السلام کی تخصیص: پہلے رسول ہیں۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

حديث # 1

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ ، يَقُولُ : سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ : " إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ "

ترجمہ

ہم کو حمیدی نے یہ حدیث بیان کی ، انھوں نے کہا کہ ہم کو سفیان نے یہ حدیث بیان کی ، وہ کہتے ہیں ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے یہ حدیث بیان کی ، انھوں نے کہا کہ مجھے یہ حدیث محمد بن ابراہیم تیمی سے حاصل ہوئی ۔ انھوں نے اس حدیث کو علقمہ بن وقاص لیثی سے سنا ، ان کا بیان ہے کہ میں نے مسجد نبوی میں منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنا ، وہ فرما رہے تھے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا ۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو ۔ پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہو گی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے ۔

1. قراءة الحديث
2. شان ورود الحديث
3. حديث كی اہمیت
4. فقه السند
5. شرح الحديث

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

شان ورود الحدیث

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں سے ایک شخص نے ام قیس نامی ایک خاتون کو پیغام نکاح دیا تو انہوں نے شرط لگائی کہ ہجرت کریں تو نکاح ہو سکتا ہے. یہ شخص ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے اور اس خاتون سے نکاح کر لیا.ہم ان کو " مہاجر ام قیس" کہا کرتے تھے۔آپ ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا.

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

حدیث کی اہمیت

1. حدیث النية
2. عبادات و معاملات میں اساسی نوعیت رکھتی ہے۔
3. امام شافعی رحمہ اللہ: إن هذا الحديث يدخل فيه نصف العلم.
4. ان احادیث میں سے ہے جن پر اسلام کا مدار ہے۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

فقه السند

حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ : أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ، يَقُولُ : سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ :

1. امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں وہ سارے الفاظ اداء استعمال کیے ہیں جو محدثین کے ہاں مشہور ہیں۔
2. اس سند میں تین تابعی مسلسل آئے ہیں۔
3. سند کا غریب ہونا صحت حدیث کے لیے مضر نہیں۔
4. حدیث متواتر معنوی ہے۔
5. الحمیدی: عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی المکی، قدموا قریشا
6. سفیان: سفیان بن عیینہ، سفیان الثوری

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

شرح الحدیث

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ:

الفاظ الحدیث: الأعمال بالنیات: کل عمل بنیة، ہر عمل کے لیے اس کی نیت کا اعتبار ہو گا اور نیت کے اختلاف سے عمل مختلف ہو جائے گا۔

الأعمال بالنية: عمل ایک ہوتا ہے جہات مختلف ہوتی ہیں۔ نیت نام ہے اخلاص للہ کا.

االأعمال: الأفعال کیوں نہیں آیا؟ فعل عام اور عمل خاص. عمل مکلف اور ذو العقل سے صادر ہوتا ہے۔

نیت: لغة: قصد، ارادہ

شرعا: کسی کام کو کرنے کا ارادہ جس میں رضا خداوندی مقصود ہو.

اس حدیث میں لغوی معنی مراد ہے یا شرعی؟ لغوی

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

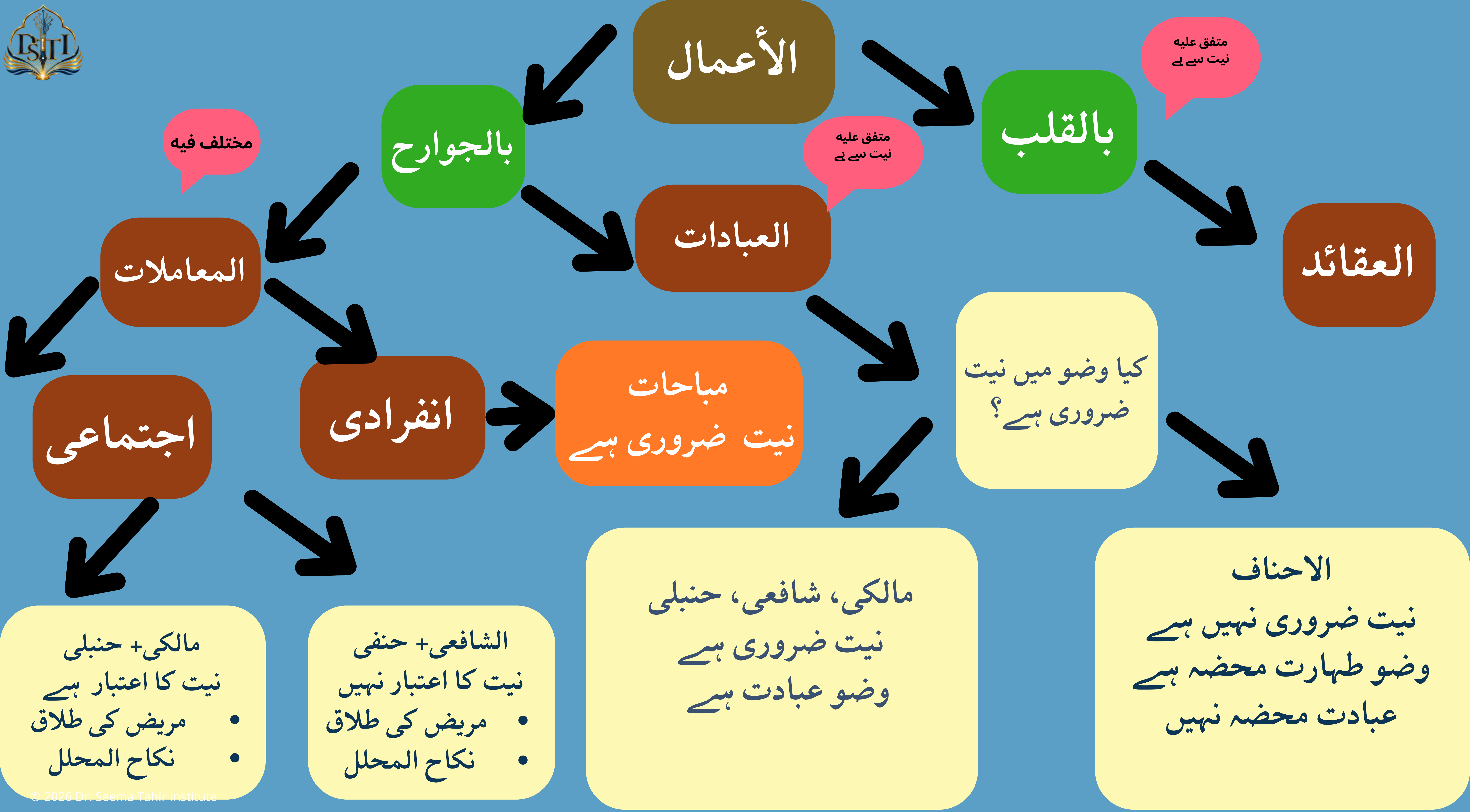

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

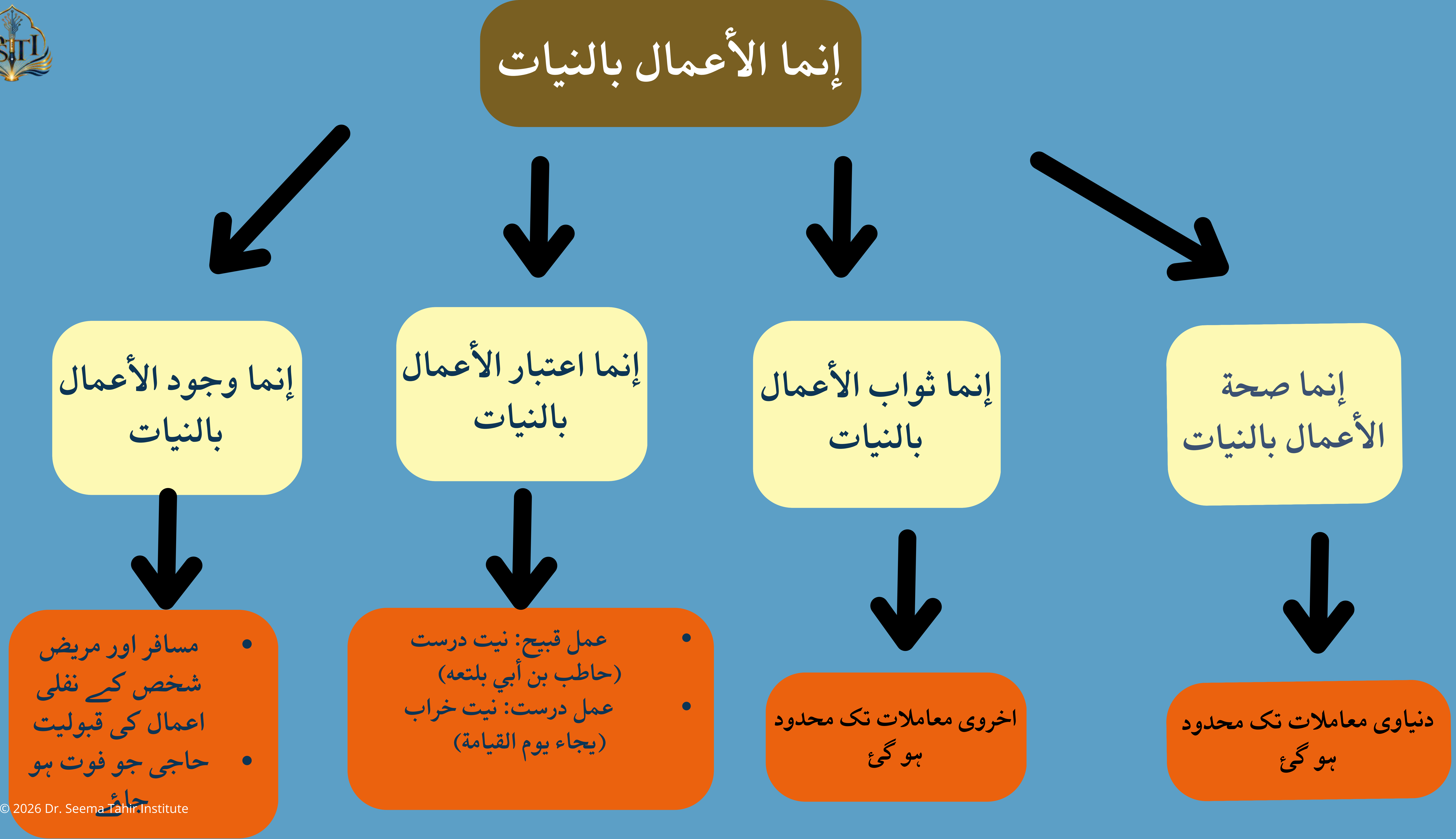

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

وإنما لكل امرئ ما نوى

إنما الأعمال بالنيات

ربط بين العمل والنية

وإنما لكل امرئ ما نوى

1. تاکید کے لیۓ
2. مباح اعمال کے لیۓ
3. اعمال پر نتائج کیا مرتب ہونگے

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

امام بخاری نے اس مقام پر حدیث نامکمل کیوں بیان کی؟

امام بخاری کے نزدیک خرم في الحديث (اختصار) جائز ہے۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا

ہجرت کی اقسام

ہجرت لغوية

ترك کرنا

ہجرت عرفية

ترك وطن
ہجرت إلى الحبشة
ہجرت إلى المدينة
ہجرت إلى الإسلام
ہجرت إلى مهاجر إبراهيم

ہجرت حقيقية شرعية

گناہوں سے ہجرت

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

ابہام کی وجہ: هجرة إلى الله ورسوله کا مقصود رضائے خداوندی ہے اور ایک ہی ہے برخلاف هجرة إلى دنیا کے، اس کے بہت سے مقاصد ہوتے ہیں۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

صحيح البخاري

كتاب بدء الوحی

دوسری حدیث — پہلا باب — کل احادیث: 7

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

حدیث # 2

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ . رضى الله عنها . أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ . رضى الله عنه . سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْىُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ . وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَىَّ . فَيُفْصَمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلاً فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ ". قَالَتْ عَائِشَةُ رضى الله عنها وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْىُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ، فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.

ترجمہ

ہم کو عبداللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی ، ان کو مالک نے ہشام بن عروہ کی روایت سے خبر دی ، انھوں نے اپنے والد سے نقل کی ، انھوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی آپ نے فرمایا کہ ایک شخص حارث بن ہشام نامی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ ! آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وحی نازل ہوتے وقت کبھی مجھ کو گھنٹی کی سی آواز محسوس ہوتی ہے اور وحی کی یہ کیفیت مجھ پر بہت شاق گذرتی ہے ۔ جب یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو میرے دل و دماغ پر اس (فرشتے) کے ذریعہ نازل شدہ وحی محفوظ ہو جاتی ہے اور کسی وقت ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ بشکل انسان میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے ۔ پس میں اس کا کہا ہوا یاد رکھ لیتا ہوں ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے سخت کڑاکے کی سردی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور جب اس کا سلسلہ موقوف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی ۔

1. قراءة الحديث
2. شان ورود الحديث
3. فقه السند
4. شرح الحديث

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

شان ورود الحديث

حارث بن ہشام رضی اللہ تعالی عنہ نے سوال کیا

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

فقه السند

1. سند مدنيين کی ہے۔
2. عبد الله بن يوسف التنيسي الدمشقی، امام مالك کے خاص شاگرد ہیں۔
3. مالك بن أنس: امام دارالهجرة، مالکی فقه کے موجد
4. هشام بن عروة: تابعی
5. عروة بن الزبير: مدینه کے فقهاء سبعة میں ہیں۔
6. عائشة رضي الله عنها: مكثرين في الحديث میں شامل ہیں.
7. الحارث بن هشام: فتح مكة میں اسلام لائے۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

شرح الحدیث

حدیث مسانید عائشة میں سے ہے۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ: حارث بن هشام رضي الله عنه کا سوال نزول وحی میں شک کی وجہ سے نہیں تھا۔

أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ: وحی الھی عموما جس کیفیت میں آتی تھی اس کا بیان کر رہے ہیں۔

صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ: صلصلہ وہ آواز جو لوہے کے لوہے پر گرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ مسلسل

کس چیز کی آواز تھی؟

- فرشتے کے پر
- حفاظت وحی کے لیے فرشتوں کی پرواز کی آواز
- جبریل امین کے آنے کی آواز
- تعطل حواس سے کنایة ہے۔ سننے کی حس کو عالم شہادت سے معطل کر کے دوسرے عالم کی طرف متوجہ فرما دیے گئے۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ

حدیث میں تعارض اور اس کا ازالہ

کأنه سلسلة على صفعان
چکنے پتھر پر زنجیر گرنے یا کھینچنے کی آواز

↓

فرشتوں کو محسوس ہوتی تھی

دوي نحل
شهد کی مکھیوں کی آواز

↓

صحابہ کرام کو محسوس ہوتی تھی

گھنٹی کی آواز

↓

رسول الله ﷺ کو محسوس ہوتی تھی

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ: فرشتے کا نزول براہ راست قلب اطہر پر ہو رہا ہے۔ کبھی قائل صفت سامع اختیار کرتا ہے اور کبھی سامع صفت قائل اختیار کرتا ہے. جب رسول الله صلی الله علیه وسلم اوصاف بشریت کو مغلوب فرما کر صفات ملکیت کو غالب فرماتے ہیں تو مشقت محسوس ہوتی ہے۔

فَيُفْصَمُ عَنِّي: فصم: قطع، وحی کا سلسلہ مجھ سے منقطع ہو جاتا ہے۔

وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ: جو کچھ فرشتہ القاء کرتا ہے اس کا میں حافظ ہو چکا ہوتا ہوں۔

وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلاً فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ: بعض اوقات فرشتہ انسان کی شکل میں آتا ہے.

الملك: الملائكة أجسام علوية لطيفة تشكل أي شكل أرادوا

فرشتے لطیف علوی اجسام ہیں ان کو ہر قسم کی شکل و صورت اختیار کرنے پر قدرت حاصل ہوتی ہے۔

الملك: جبریل علیه السلام. سیدنا دحیة کلبی رضي الله تعالى عنه کی شکل میں آتے تھے۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

وحی کی دونوں صورتوں میں حفظ کرے لیے مختلف الفاظ کا استعمال

وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ
ماضی
قلب اطہر پر نزول تھا

فَأَعِي مَا يَقُولُ
مضارع
ظاہری کانوں سے سنا

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

اس حدیث میں وحی کی صرف دو ہی صورتوں پر کیوں اکتفاء کیا گیا۔

وحی کی صورتیں

وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ

القاء في القلب

من وراء حجاب
2 دفعه: جبل طور۔ معراج

فرشته کا آنا

- انسانی شکل میں آنا
- فرشته کا دل میں ڈالنا

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

قَالَتْ عَائِشَةُ رضی الله عنها وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْىُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے سخت کڑاکے کی سردی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور جب اس کا سلسلہ موقوف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی ۔

- رسول الله صلى الله علیه وسلم پر جب وحی کا نزول ہوتا تھا تو آپ صلى الله علیه وسلم پر وہ شاق اور گراں ہوا کرتی تھی۔ اس مشقت سے پسینه آیا کرتا تھا.
- شاه ولي الله الدهلوی رحمه الله: جو الله کا کلام آپ صلى الله علیه وسلم پر نازل ہو رہا ہے وہ نور ہے، وہ فرشته جو اس کو لا رہا ہے وہ بھی نور ہے، آپ صلى الله علیه وسلم کا باطن بھی معمور از نور ہے، یه تین انوار مل رہے ہیں۔ ان کے ملنے سے حرارت پیدا ہوئ اور پسینه مبارك نکلا.

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

حدیث باب سے مستنبط چند فوائد

- ملائکۃ کا وجود ہے۔
- ملائکۃ کو ہر قسم کی شکل و صورت اختیار کرنے پر قدرت حاصل ہوتی ہے۔
- صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خصائص نبوت کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے۔
- اگر سوال تحقیق کی غرض سے ہو، شک کے لیے نہ ہو تو ایسے سوال میں کوئ حرج نہیں۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

صحيح البخاري

کتاب بدء الوحی

تیسری حدیث

پہلا باب

کل احادیث: 7

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

حديث # 3

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْوَحْىِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لاَ يَرَى رُؤْيَا إِلاَّ جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلاَءُ، وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ ـ وَهُوَ التَّعَبُّدُ ـ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ، وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ، فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا، حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ‏.‏ قَالَ ‏"‏ مَا أَنَا بِقَارِئٍ ‏"‌‏.‏ قَالَ ‏"‏ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ‏.‏ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ‏.‏ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ‏.‏ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ‏.‏ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ ‏{‏اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ * خَلَقَ الإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ * اقْرَأْ وَرَبُّكَ الأَكْرَمُ‏}‏ ‏"‏‏.‏ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَرْجُفُ فُؤَادُهُ، فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ رضى الله عنها فَقَالَ ‏"‏ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي ‏"‏‏.‏ فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ، فَقَالَ لِخَدِيجَةَ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ ‏"‏ لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي ‏"‏‏.‏ فَقَالَتْ خَدِيجَةُ كَلاَّ وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ‏.‏ فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ابْنَ عَمِّ خَدِيجَةَ ـ وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ، فَيَكْتُبُ مِنَ الإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ ـ فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ‏.‏ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ يَا ابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم خَبَرَ مَا رَأَى‏.‏ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللَّهُ عَلَى مُوسَى صلى الله عليه وسلم يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ‏.‏ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم ‏"‏ أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ ‏"‏‏.‏ قَالَ نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلاَّ عُودِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا‏.‏ ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْىُ‏.

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

ہم کو یحییٰ بن بکیر نے یہ حدیث بیان کی ، وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی ہم کو لیث نے خبر دی ، لیث عقیل سے روایت کرتے ہیں ۔ عقیل ابن شہاب سے ، وہ عروہ بن زبیر سے ، وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے بتلایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا ابتدائی دور اچھے سچے پاکیزہ خوابوں سے شروع ہوا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا ۔ پھر من جانب قدرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہائی پسند ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا میں خلوت نشینی اختیار فرمائی اور کئی کئی دن اور رات وہاں مسلسل عبادت اور یاد الٰہی و ذکر و فکر میں مشغول رہتے ۔ جب تک گھر آنے کو دل نہ چاہتا توشہ ہمراہ لیے ہوئے وہاں رہتے ۔ توشہ ختم ہونے پر ہی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور کچھ توشہ ہمراہ لے کر پھر وہاں جا کر خلوت گزیں ہو جاتے ، یہی طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حق منکشف ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا ہی میں قیام پذیر تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے محمد ! پڑھو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر اتنے زور سے بھینچا کہ میری طاقت جواب

پھر مجھے چھوڑ کر کہا کہ پڑھو ، میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں ۔ اس فرشتے نے مجھ کو نہایت ہی زور سے بھینچا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی ، پھر اس نے کہا کہ پڑھ ! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں ۔ فرشتے نے تیسری بار مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ پھر مجھ کو بھینچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ پڑھو اپنے رب کے نام کی مدد سے جس نے پیدا کیا اور انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا ، پڑھو اور آپ کا رب بہت ہی مہربانیاں کرنے والا ہے ۔ پس یہی آیتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سن کر اس حال میں غار حرا سے واپس ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس انوکھے واقعہ سے کانپ رہا تھا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھا دو ، مجھے کمبل اڑھا دو ۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمبل اڑھا دیا ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈر جاتا رہا ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ سنایا اور فرمانے لگے کہ مجھ کو اب اپنی جان کا خوف ہو گیا ہے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھارس بندھائی اور کہا کہ آپ کا خیال صحیح نہیں ہے ۔ خدا کی قسم آپ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا ،

© 2

آپ تو اخلاق فاضلہ کے مالک ہیں ، آپ تو کنبہ پرور ہیں ، بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں ، مفلسوں کے لیے آپ کماتے ہیں ، مہمان نوازی میں آپ بے مثال ہیں اور مشکل وقت میں آپ امر حق کا ساتھ دیتے ہیں ۔ ایسے اوصاف حسنہ والا انسان یوں بے وقت ذلت و خواری کی موت نہیں پا سکتا ۔ پھر مزید تسلی کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں ، جو ان کے چچا زاد بھائی تھے اور زمانہ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان کے کاتب تھے ، چنانچہ انجیل کو بھی حسب منشائے خداوندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے ۔ (انجیل سریانی زبان میں نازل ہوئی تھی پھر اس کا ترجمہ عبرانی زبان میں ہوا ۔ ورقہ اسی کو لکھتے تھے) وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کیے اور کہا کہ اے چچا زاد بھائی ! اپنے بھتیجے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبانی ذرا ان کی کیفیت سن لیجیئے وہ بولے کہ بھتیجے آپ نے جو کچھ دیکھا ہے ، اس کی تفصیل سناؤ ۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے از اول تا آخر پورا واقعہ سنایا ، جسے سن کر ورقہ بے اختیار ہو کر بول اٹھے کہ یہ تو وہی ناموس (معزز راز دان فرشتہ) ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا ۔ کاش ، میں آپ کے اس عہد نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا ۔ کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا کہ کیا وہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے ؟ (حالانکہ میں تو ان میں صادق و امین و مقبول ہوں) ورقہ بولا ہاں یہ سب کچھ سچ ہے ۔ مگر جو شخص بھی آپ کی طرح امر حق لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہی ہو گئے ہیں ۔ اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ زمانہ مل جائے تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا ۔ مگر ورقہ کچھ دنوں کے بعد انتقال کر گئے ۔ پھر کچھ عرصہ تک وحی کی آمد موقوف رہی ۔

©

فقه السند

- يحيى بن بكير، الليث بن سعد، عقيل بن خالد: سب مصری ہیں۔
- محمد بن مسلم بن شهاب الزهري صغار التابعين، مدنی ہیں۔
- روایت باب یا مرسل صحابی ہے (حضرت عائشة رضي الله عنه نے صحابي سے سنا) یا موصول ہے (حضرت عائشة رضي الله عنه نے رسول الله ﷺ سے سنا) ، دونوں حجت ہیں۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

شرح الحديث

أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا ۔
- خوابوں کا سلسلہ تقریبا 6 ماہ چلا۔ مقصد مانوس کرنا تھا۔
- رؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين من النبوة.
- في النوم: رؤیا حلمی تھے، رؤیا عین نہیں تھے۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

فكَانَ لاَ يَرَى رُؤْيَا إِلاَّ جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا ۔
- رؤیا صالحہ، صادقۃ اور واضحہ تھے۔

ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلاَءُ: آپ ﷺ کے دل میں خلوت کی محبت پیدا کی گئ.

وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ: خلوت کا ماخذ بقایا شرائع ابراھیم ہیں۔ آپ ﷺ کے دادا بھی غار حراء میں خلوت فرماتے تھے۔

فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ۔ وَهُوَ التَّعَبُّدُ۔ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ:

التعبد ادراج ہے امام زھری کا.

وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ، فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا: ترک اسباب کے بجائے اسباب کو اختیار فرماتے تھے اور اللہ پر کمال توکل رکھتے تھے۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ.

- علامة قسطلانی رحمه الله فرماتے ہیں کہ پہلی دفعه دبانے کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ کا خیال تمام امور دنیا سے منقطع ہو جائے اور وحی کی طرف توجه مکمل ہو جائے. دوسری اور تیسری دفعه اسی کی تاکید اور مبالغه کے لیے دبایا گیا تھا۔
- پہلی دفعه امور دنیا سے منقطع کرنے کے لیے، دوسری دفعه وحی کی طرف مکمل توجه کرنے کے لیے، اور تیسری دفعه وحی سے انس پیدا کرنے کے لیے دبایا گیا تھا۔
- حضرت شیخ الهند رحمه الله فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو بار بار دبا کر آپ ﷺ کے خیالات کو مجتمع کر کے مقام عبدیت سے آگے لے جانے کی کوشش کی گئ تاکه آپ ﷺ کو اپنی صلاحیت اور قابلیت کا اندازہ ہو اور ذمه داری علی وجه البصیرة اٹھا سکیں۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَرْجُفُ فُؤَادُهُ

آپ ﷺ کا دل دھڑک رہا تھا کہ جو ذمہ داری ڈالی گئ تھی اس کو انجام دینے میں مشکلات ہی مشکلات کا احساس تھا.

فَقَالَتْ خَدِيجَةُ كَلاَّ وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ.

كل: ایسا شخص جو اپنا کام خود نہ کر سکے جیسے چھوٹے بچے، یتیم.

وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ: مال سے دوسروں کی مدد کرتے ہیں/ دوسروں کو اچھے طریقے اور اخلاق عالیہ دیتے ہیں۔

وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ: حق بجانب امور میں مصیبت زدہ لوگوں کی مدد فرماتے ہیں۔ اچھے مواقع اور صحیح راستوں میں مال صرف کرتے ہیں، ناجائز راستوں میں مال صرف نہیں کرتے۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

وفتر الوحی: وحی کا سلسلہ رک گیا

- فترت وحی کا سبب:

اچانک ملاقات سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بوجھ تھا وہ دور ہو جائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں شوق پیدا ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفاظ قرآن میں غور و فکر کریں

- مدت فترت: مختلف اقوال: 3 سال، 2 سال، ڈھائی سال، چند سال
- زمانہ فترت میں جبریل علیہ السلام کا نزول ہوا؟ جی ہاں
- سب سے پہلے فترت کے بعد کیا نازل ہوا؟ سورۃ المدثر

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

صحيح البخاري

کتاب بدء الوحی

چوتھی حدیث

پہلا باب

کل احادیث: 7

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

حديث # 4

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيَّ، قَالَ . وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْىِ، فَقَالَ . فِي حَدِيثِهِ " بَيْنَا أَنَا أَمْشِي، إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا، مِنَ السَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، فَرُعِبْتُ مِنْهُ، فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُونِي. فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى {يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ * قُمْ فَأَنْذِرْ} إِلَى قَوْلِهِ {وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ} فَحَمِيَ الْوَحْىُ وَتَتَابَعَ ". تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ وَأَبُو صَالِحٍ. وَتَابَعَهُ هِلاَلُ بْنُ رَدَّادٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ " بَوَادِرُهُ ".

ترجمہ

ابن شہاب کہتے ہیں مجھ کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے رک جانے کے زمانے کے حالات بیان فرماتے ہوئے کہا کہ ایک روز میں چلا جا رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان کی طرف ایک آواز سنی اور میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا وہ آسمان و زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے ۔ میں اس سے ڈر گیا اور گھر آنے پر میں نے پھر کمبل اوڑھنے کی خواہش ظاہر کی ۔ اس وقت اللہ پاک کی طرف سے یہ آیات نازل ہوئیں ۔ اے لحاف اوڑھ کر لیٹنے والے ! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھ اور گندگی سے دور رہ ۔ اس کے بعد وحی تیزی کے ساتھ پے در پے آنے لگی ۔ اس حدیث کو یحییٰ بن بکیر کے علاوہ لیث بن سعد سے عبداللہ بن یوسف اور ابوصالح نے بھی روایت کیا ہے ۔ اور عقیل کے علاوہ زہری سے ہلال بن رواد نے بھی روایت کیا ہے ۔ یونس اور معمر نے اپنی روایت میں لفظ «فواده» کی جگہ «بوادره» نقل کیا ہے ۔

1. قراءة الحديث
2. شان ورود الحديث
3. فقه السند
4. شرح الحديث

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

فقه السند

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيَّ، قَالَ:

قال ابن شهاب

تعليق (کرمانی)

جب سند کی ابتداء حذف ہو معلق ہوتی ہے۔
قاعدہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی وہ تعلیقات جہاں جزم کا لفظ (قال) ہو، مسند ہوا کرتی ہیں۔

تحويل (ابن حجر)

راجح قول

موصول بالاسناد السابق

ایک سند آگے جا کر دو ہو گئیں

دو سندیں آگے جا کر ایک ہو گئیں

يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ← اللَّيْثُ ← عُقَيْلٍ ← ابْنِ شِهَاب ← أَبُو سَلَمَةَ ← جَابِرَ

ابْنِ شِهَاب ← عروة ← عائشة

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

شرح الحديث

بَيْنَا أَنَا أَمْشِي، إِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا، مِنَ السَّمَاءِ: ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء سے اعتکاف کے بعد جا رہے تھے اور مقام تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ سے اترے اور نیچے وادی میں پہنچے۔

جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ: اس حدیث سے فرشتہ کا کرسی پر بیٹھنا ثابت ہوا۔

فَرُعِبْتُ مِنْهُ: میں جبریل علیہ السلام کو دیکھ کر مرعوب ہو گیا۔

صحیح مسلم: فجئت منه حتى هويت إلى الأرض: میں ڈر کے مارے گھبرا گیا حتی کہ زمین پر گر پڑا۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ: محبت اور پیار کا خطاب ہے۔

فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ: حمی کے معنی گرم ہونے کے آتے ہیں مراد وحی کا کثرت سے گرم ہونا ہے۔

تتابع میں اسی کی تصریح و تاکید ہے۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ وَأَبُو صَالِحٍ. وَتَابَعَهُ هِلَالُ بْنُ رَدَّادٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ " بَوَادِرُهُ ".

متابعت: کسی کے پیچھے چلنا. "ایک راوي ایک روایت اپنے استاد سے نقل کرے۔ دوسرا راوي بھی یہی روایت نقل کر کے پہلے راوي کا شریك ہو جائے۔

يحيى بن بكير+عبد الله بن يوسف+عبدالله بن صالح

↓

الليث

↓

عقيل+هلال بن رواد

↓

الزهري

↓

أبو سلمة بن عبدالرحمن

↓

جابر بن عبدالله

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

وَقَالَ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ " بَوَادِرُهُ

الزهري

عقيل+ هلال بن رواد

فؤاده

دل کانپ رہا تھا

يونس ومعمر

بوادره

بادرہ کانپ رہا تھا

بادرہ گردن اور مونڈھے کا درمیانی حصہ

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

صحيح البخاري

كتاب بدء الوحى

پانچویں حدیث

پہلا باب

کل احادیث: 7

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

حدیث # 5

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ، قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى {لاَ تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ} قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً، وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ ـ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكُمْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُحَرِّكُهُمَا. وَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا. فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ ـ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى {لاَ تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ* إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ} قَالَ جَمْعُهُ لَهُ فِي صَدْرِكَ، وَتَقْرَأَهُ {فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ} قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ {ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ} ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ. فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمَعَ، فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم كَمَا قَرَأَهُ.

ترجمہ

موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے حدیث بیان کی ، ان کو ابوعوانہ نے خبر دی ، ان سے موسیٰ ابن ابی عائشہ نے بیان کی ، ان سے سعید بن جبیر نے انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کلام الٰہی «لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ» الخ کی تفسیر کے سلسلہ میں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول قرآن کے وقت بہت سختی محسوس فرمایا کرتے تھے اور اس کی (علامتوں) میں سے ایک یہ تھی کہ یاد کرنے کے لیے آپ اپنے ہونٹوں کو ہلاتے تھے ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں جس طرح آپ ہلاتے تھے ۔ سعید کہتے ہیں میں بھی اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما کو میں نے ہلاتے دیکھا ۔ پھر انھوں نے اپنے ہونٹ ہلائے ۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا) پھر یہ آیت اتری کہ اے محمد ! قرآن کو جلد جلد یاد کرنے کے لیے اپنی زبان نہ ہلاؤ ۔ اس کا جمع کر دینا اور پڑھا دینا ہمارا ذمہ ہے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں یعنی قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جما دینا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے ۔ پھر جب ہم پڑھ چکیں تو اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں (اس کا مطلب یہ ہے) کہ آپ اس کو خاموشی کے ساتھ سنتے رہو ۔ اس کے بعد مطلب سمجھا دینا ہمارے ذمہ ہے ۔ پھر یقیناً یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ آپ اس کو پڑھو (یعنی اس کو محفوظ کر سکو) چنانچہ اس کے بعد جب آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام (وحی لے کر) آتے تو آپ (توجہ سے) سنتے ۔ جب وہ چلے جاتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس (وحی) کو اسی طرح پڑھتے جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے پڑھا تھا ۔

1. قراءة الحديث
2. شان ورود الحديث
3. فقه السند
4. شرح الحديث

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

فقه السند

- موسى بن إسماعيل التبوذكى البصرى
- أبو عوانة: وضاح بن عبد الله اليشكرى
- موسى بن أبي عائشة الكوفى
- سعيد بن جبير: تابعى جليل، لقب جهبذ العلماء يعنى ماهر ناقد
- عبدالله بن عباس رضي الله تعالى عنه: نبوت کے دس سال بعد پیدا ہوئے۔ رسول الله صلى الله عليه وسلم کے چچا زاد بھائ، ام المؤمنين ميمونة رضي الله تعالى عنها کے بھانجے تھے۔ لقب: حبر الأمة، خلفائے عباسية کے والد، رئيس المفسرين، ترجمان القرآن، أحد العبادلة

عبادلة أربعة: عبد الله بن عباس، عبد الله بن عمر، عبد الله بن العمرو بن العاص، عبدالله بن الزبير (هو قول العبادلة)

- یا حديث مرسل صحابي ہے یا متصل ہے، دونوں صورتوں میں حجت ہے۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

شرح الحديث

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً: يعالج معالجة سے ہے، معنی ہے کسی کام کو مشقت کے ساتھ کرنا

شدت کا سبب:

- کلام کا وزن جو نازل ہو رہا تھا (قولا ثقیلا)
- فرشتے کی ملاقات جو ہم جنس نہیں تھا
- پڑھنا سننا یاد کرنا ایک ہی دفعہ میں مشقت طلب تھا۔ اس سبب کی تائید دوسری احادیث سے ہوتی ہے۔ (یرید أن یحفظه۔ یخشی أن ینفلت منه۔ البخاري)
- فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ. فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى }لاَ تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ
  - قرآن میں زبان (لسان) کا ذکر اور حدیث میں شفتین (ہونٹوں) کا ذکر؟
  - پہلی توجیه: راوی نے ظاھر کا اعتبار کیا (انسانوں کو تحریك شفتین نظر آتی ہے) الله تعالی عالم الغیب والخفیات ہیں تحریک لسان کو دیکھتے تھے اس لیے اصل کا اعتبار کیا.
  - دوسری توجیه: موسى بن أبي عائشة نے دونوں کا ذکر کیا تھا لیکن راوی نے حدیث مختصر بیان کی.`

موسى بن أبي عائشة

- ابو عوانه+ اسرائیل: تحریک شفتین کا ذکر کیا
- سفیان: تحريك لسان
- جریر: تحریک شفتین+ تحريك لسان کا ذکر کیا

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ:

انصات: فقط خاموشی، خواہ آواز کی طرف کان لگانا ہو یا نہ ہو۔

استماع: کان لگا کر سننا.

جبریل: سریانی زبان کا لفظ ہے معنی ہے عبد اللہ

فوائد حدیث:

- حدیث کا نام ہے المسلسل بتحریک الشفتین
- استاد کے لیے مستحب ہے کہ اگر کسی بات کی تشریح میں فعل سے زیادہ وضاحت ہوتی ہو تو فعل سے طالب علم کے سامنے اس کی وضاحت کرے۔
- قرآن کریم کا حفظ کر لینا بغیر اللہ تعالی کی مدد کے کسی کے بس میں نہیں۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

صحيح البخاري

كتاب بدء الوحی

چھٹی حدیث

پہلا باب

کل احادیث: 7

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

حديث # 5

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح وَحَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ، وَمَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، نَحْوَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

ترجمہ

ہم کو عبدان نے حدیث بیان کی ، انہیں عبداللہ بن مبارک نے خبر دی ، ان کو یونس نے ، انھوں نے زہری سے یہ حدیث سنی ۔ (دوسری سند یہ ہے کہ) ہم سے بشر بن محمد نے یہ حدیث بیان کی ۔ ان سے عبداللہ بن مبارک نے ، ان سے یونس اور معمر دونوں نے ، ان دونوں نے زہری سے روایت کی پہلی سند کے مطابق زہری سے عبیداللہ بن عبداللہ نے ، انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ جواد (سخی) تھے اور رمضان میں (دوسرے اوقات کے مقابلہ میں جب) جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے بہت ہی زیادہ جود و کرم فرماتے ۔ جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کا دورہ کرتے ، غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بھلائی پہنچانے میں بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ جود و کرم فرمایا کرتے تھے ۔

1. قراءة الحديث
2. شان ورود الحديث
3. فقه السند
4. شرح الحديث

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

فقه السند

عبدان: عبد اللّٰه بن عثمان بن جبله، مروزی تھے۔ مرو: موجودہ ترکمانستان کا علاقہ

عبداللّٰہ: عبداللّٰه بن المبارك، مروزی تھے. مجاهد، فقيه

قاعدہ: عبدان کے بعد عبداللّٰه ہمیشہ عبداللّٰه بن المبارك ہوتے ہیں۔

یونس: يونس بن يزيد الأيلي

ح: تحويل:

عبدان ----> عبداللّٰه ----> يونس ----> الزهري

بشر بن محمد ----> عبد اللّٰه ----> يونس ومعمر ----> الزهري

الفاظ یونس کے ہیں۔

عبيد اللّٰه بن عبد اللّٰه بن عتبه بن مسعود: تابعی، فقہائے سبعه میں سے ہیں۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

شرح الحدیث

أَجْوَدَ النَّاسِ:

جود کے معنی:

- بغیر سوال کے دینا تاکہ سائل ذلت سے بچ جائے۔
- کثرت سے دینا (موسلا دھار بارش کو جود کہا جاتا ہے)
- کرمانی رحمہ اللہ: جو مناسب ہو اور جس کے مناسب ہو اس کو دینا (مستحق کو مناسب چیز دینا جود ہے غیر مستحق کو نہیں).

جود اور سخاوت میں فرق: جود مال کے ساتھ مخصوص نہیں علم کی تقسیم، معارف کی تقسیم، اخلاق کی تقسیم، ہدایت کی تقسیم. سخاوت کا تعلق مال سے ہے۔

حدیث کے جملوں کا ربط:

- أجود الناس: مطلق لوگوں پر فضیلت
- وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ: اوقات پر فضیلت
- وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ: باقی ایام رمضان پر فضیلت

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ: مدارست کی حکمت: آیات وسور کی ترتیب کی وضاحت، ناسخ ومنسوخ اور الفاظ کی ادائیگی کی وضاحت۔

فَلَرَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ: الریح المرسلة کا نفع عام ہوتا ہے۔ کسی کو نقصان بھی پہنچاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جود نقصان پہنچانے والا نہیں تھا۔

فوائد حدیث:

- رمضان میں اور خصوصا جب صلحاء کا اجتماع ہو تو ایسے موقع پر جود وسخا کی ترغیب پسندیدہ ہے۔
- صلحاء کی زیارت مسلسل ہونی چاہیئے۔
- رمضان میں قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کرنی چاہیئے۔
- رمضان میں قرآن کریم کا دور سنت ہے۔
- تلاوت، تسبیح اور دیگر اذکار سے افضل ہے۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

صحيح البخاري

كتاب بدء الوحی

ساتویں حدیث

پہلا باب

کل احادیث: 7

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

حديث # 7

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ ـ وَكَانُوا تُجَّارًا بِالشَّأْمِ ـ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم مَادَّ فِيهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ، فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيلِيَاءَ فَدَعَاهُمْ فِي مَجْلِسِهِ، وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّومِ ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا بِهَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ نَسَبًا. فَقَالَ أَدْنُوهُ مِنِّي، وَقَرِّبُوا أَصْحَابَهُ، فَاجْعَلُوهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهِ. ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا عَنْ هَذَا الرَّجُلِ، فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ. فَوَاللَّهِ لَوْلاَ الْحَيَاءُ مِنْ أَنْ يَأْثِرُوا عَلَىَّ كَذِبًا لَكَذَبْتُ عَنْهُ، ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ كَيْفَ نَسَبُهُ فِيكُمْ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ. قَالَ فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ قُلْتُ لاَ. قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ لاَ. قَالَ فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَقُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ. قَالَ أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ قُلْتُ بَلْ يَزِيدُونَ. قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ قُلْتُ لاَ. قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ لاَ. قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لاَ، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لاَ نَدْرِي مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيهَا. قَالَ وَلَمْ تُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرُ هَذِهِ الْكَلِمَةِ. قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ قُلْتُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ، يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ. قَالَ مَاذَا يَأْمُرُكُمْ قُلْتُ يَقُولُ اعْبُدُوا اللَّهَ وَحْدَهُ، وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَاتْرُكُوا مَا يَقُولُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ. فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ قُلْ لَهُ سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ، فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو نَسَبٍ، فَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا، وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هَذَا الْقَوْلَ فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، فَقُلْتُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ لَقُلْتُ رَجُلٌ يَأْتَسِي بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، قُلْتُ فَلَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ أَبِيهِ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، فَقَدْ أَعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ، وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَذَكَرْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَهُمُ اتَّبَعُوهُ،

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ فَذَكَرْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذَلِكَ أَمْرُ الإِيمَانِ حَتَّى يَتِمَّ، وَسَأَلْتُكَ أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، وَكَذَلِكَ الإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَذَكَرْتَ أَنْ لاَ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لاَ تَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ، فَذَكَرْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ، وَلاَ تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الأَوْثَانِ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلاَةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ. فَإِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَىَّ هَاتَيْنِ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، فَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهِ. ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الَّذِي بَعَثَ بِهِ دِحْيَةُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى، فَدَفَعَهُ إِلَى هِرَقْلَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ. سَلاَمٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلاَمِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الأَرِيسِيِّينَ وَ{يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لاَ نَعْبُدَ إِلاَّ اللَّهَ وَلاَ نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلاَ يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ} قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ، وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ، وَارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ وَأُخْرِجْنَا، فَقُلْتُ لأَصْحَابِي حِينَ أُخْرِجْنَا لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الأَصْفَرِ. فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ اللَّهُ عَلَىَّ الإِسْلاَمَ. وَكَانَ ابْنُ النَّاظُورِ صَاحِبُ إِيلِيَاءَ وَهِرَقْلَ سُقُفًّا عَلَى نَصَارَى الشَّأْمِ، يُحَدِّثُ أَنَّ هِرَقْلَ حِينَ قَدِمَ إِيلِيَاءَ أَصْبَحَ يَوْمًا خَبِيثَ النَّفْسِ، فَقَالَ بَعْضُ بَطَارِقَتِهِ قَدِ اسْتَنْكَرْنَا هَيْئَتَكَ. قَالَ ابْنُ النَّاظُورِ وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً

يَنْظُرُ فِي النُّجُوم، فَقَالَ لَهُمْ حِينَ سَأَلُوهُ إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ حِينَ نَظَرْتُ فِي النُّجُوم مَلِكَ الْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ، فَمَنْ يَخْتَتِنُ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ قَالُوا لَيْسَ يَخْتَتِنُ إِلاَّ الْيَهُودُ فَلاَ يُهِمَّنَّكَ شَأْنُهُمْ وَاكْتُبْ إِلَى مَدَايِنِ مُلْكِكَ، فَيَقْتُلُوا مَنْ فِيهِمْ مِنَ الْيَهُودِ. فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ أُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ، يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ قَالَ اذْهَبُوا فَانْظُرُوا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لاَ. فَنَظَرُوا إِلَيْهِ، فَحَدَّثُوهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ، وَسَأَلَهُ عَنِ الْعَرَبِ فَقَالَ هُمْ يَخْتَتِنُونَ. فَقَالَ هِرَقْلُ هَذَا مَلِكُ هَذِهِ الأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ. ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ إِلَى صَاحِبٍ لَهُ بِرُومِيَةَ، وَكَانَ نَظِيرَهُ فِي الْعِلْمِ، وَسَارَ هِرَقْلُ إِلَى حِمْصَ، فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتَّى أَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِهِ يُوَافِقُ رَأْىَ هِرَقْلَ عَلَى خُرُوجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّومِ فِي دَسْكَرَةٍ لَهُ بِحِمْصَ ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ، ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الرُّومِ، هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلاَحِ وَالرُّشْدِ وَأَنْ يَثْبُتَ مُلْكُكُمْ فَتُبَايِعُوا هَذَا النَّبِيَّ، فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الأَبْوَابِ، فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ، فَلَمَّا رَأَى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ، وَأَيِسَ مِنَ الإِيمَانِ قَالَ رُدُّوهُمْ عَلَىَّ. وَقَالَ إِنِّي قُلْتُ مَقَالَتِي آنِفًا أَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ، فَقَدْ رَأَيْتُ. فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ، فَكَانَ ذَلِكَ آخِرَ شَأْنِ هِرَقْلَ. رَوَاهُ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ وَيُونُسُ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

ترجمة الحديث

ہم کو ابوالیمان حکم بن نافع نے حدیث بیان کی ، انہیں اس حدیث کی شعیب نے خبر دی ۔ انھوں نے زہری سے یہ حدیث سنی ۔ انہیں عبیداللہ ابن عبداللہ ابن عتبہ بن مسعود نے خبر دی کہ عبداللہ بن عباس سے ابوسفیان بن حرب نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ہرقل (شاہ روم) نے ان کے پاس قریش کے قافلے میں ایک آدمی بلانے کو بھیجا اور اس وقت یہ لوگ تجارت کے لیے ملک شام گئے ہوئے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش اور ابوسفیان سے ایک وقتی عہد کیا ہوا تھا ۔ جب ابوسفیان اور دوسرے لوگ ہرقل کے پاس ایلیاء پہنچے جہاں ہرقل نے دربار طلب کیا تھا ۔ اس کے گرد روم کے بڑے بڑے لوگ (علماء وزراء امراء) بیٹھے ہوئے تھے ۔ ہرقل نے ان کو اور اپنے ترجمان کو بلوایا ۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص مدعی رسالت کا زیادہ قریبی عزیز ہے ؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں بول اٹھا کہ میں اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں ۔ (یہ سن کر) ہرقل نے حکم دیا کہ اس کو (ابوسفیان کو) میرے قریب لا کر بٹھاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کی پیٹھ کے پیچھے بٹھا دو ۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں ابوسفیان سے اس شخص کے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) حالات پوچھتا ہوں ۔ اگر یہ مجھ سے کسی بات میں جھوٹ بول دے تو تم اس کا جھوٹ ظاہر کر دینا ، (ابوسفیان کا قول ہے کہ) خدا کی قسم ! اگر مجھے یہ غیرت نہ آتی کہ یہ لوگ مجھ کو جھٹلائیں گے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ضرور غلط گوئی سے کام لیتا ۔ خیر پہلی بات جو ہرقل نے مجھ سے پوچھی وہ یہ کہ اس شخص کا خاندان تم لوگوں میں کیسا ہے ؟ میں نے کہا وہ تو بڑے اونچے عالی نسب والے ہیں ۔ کہنے لگا اس سے پہلے بھی کسی نے تم لوگوں میں ایسی بات کہی تھی ؟ میں نے کہا نہیں کہنے لگا ، اچھا اس کے بڑوں میں میں نے کہا نہیں ۔ پھر اس نے کہا ، بڑے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ہے یا کمزوروں نے ؟ میں نے کہا نہیں کمزوروں نے ۔ پھر کہنے لگا ، اس کے تابعدار روز بڑھتے جاتے ہیں یا کوئی ساتھی پھر بھی جاتا ہے ؟ میں نے کہا نہیں ۔ کہنے لگا کہ کیا اپنے اس دعوائے (نبوت) سے پہلے کبھی (کسی بھی موقع پر) اس نے جھوٹ بولا ہے ؟ میں نے کہا نہیں ۔ اور اب ہماری اس سے صلح کی) ایک مقررہ مدت ٹھہری ہوئی ہے ۔ معلوم نہیں وہ اس میں کیا کرنے والا ہے ۔ (ابوسفیان کہتے ہیں) میں اس بات کے سوا اور کوئی (جھوٹ) اس گفتگو میں شامل نہ کر سکا ۔

ہرقل نے کہا کیا تمہاری اس سے کبھی لڑائی بھی ہوتی ہے ؟ ہم نے کہا کہ ہاں ۔ بولا پھر تمہاری اور اس کی جنگ کا کیا حال ہوتا ہے ؟ میں نے کہا ، لڑائی ڈول کی طرح ہے ، کبھی وہ ہم سے (میدان جنگ) جیت لیتے ہیں اور کبھی ہم ان سے جیت لیتے ہیں ۔ ہرقل نے پوچھا ۔ وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے ؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرو ، اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ اور اپنے باپ دادا کی (شرک کی) باتیں چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے ، سچ بولنے ، پرہیزگاری اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے ۔ (یہ سب سن کر) پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان سے کہہ دے کہ میں نے تم سے اس کا نسب پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ ہم میں عالی نسب ہے اور پیغمبر اپنی قوم میں عالی نسب ہی بھیجے جایا کرتے ہیں ۔ میں نے تم سے پوچھا کہ (دعویٰ نبوت کی) یہ بات تمہارے اندر اس سے پہلے کسی اور نے بھی کہی تھی ، تو تم نے جواب دیا کہ نہیں ، تب میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر یہ بات اس سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں سمجھتا کہ اس شخص نے بھی اسی بات کی تقلید کی ہے جو پہلے کہی جا چکی ہے ۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے ، تم نے کہا کہ نہیں ۔ تو میں نے (دل میں) کہا کہ ان کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہو گا تو کہہ دوں گا کہ وہ شخص (اس بہانہ) اپنے آباء و اجداد کی بادشاہت اور ان کا ملک (دوبارہ) حاصل کرنا چاہتا ہے ۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس بات کے کہنے (یعنی پیغمبری کا دعویٰ کرنے) سے پہلے تم نے کبھی اس کو دروغ گوئی کا الزام لگایا ہے ؟ تم نے کہا کہ نہیں ۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ جو شخص آدمیوں کے ساتھ دروغ گوئی سے بچے وہ اللہ کے بارے میں کیسے جھوٹی بات کہہ سکتا ہے ۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے لوگ اس کے پیرو ہوتے ہیں یا کمزور آدمی ۔ تم نے کہا کمزوروں نے اس کی اتباع کی ہے ، تو (دراصل) یہی لوگ پیغمبروں کے متبعین ہوتے ہیں ۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے ساتھی بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں ۔ تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کی کیفیت یہی ہوتی ہے ۔ حتیٰ کہ وہ کامل ہو جاتا ہے

اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا کوئی شخص اس کے دین سے ناخوش ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے تم نے کہا نہیں ، تو ایمان کی خاصیت بھی یہی ہے جن کے دلوں میں اس کی مسرت رچ بس جائے وہ اس سے لوٹا نہیں کرتے ۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ کبھی عہد شکنی کرتے ہیں ۔ تم نے کہا نہیں ، پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے ، وہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتے ۔ اور میں نے تم سے کہا کہ وہ تم سے کس چیز کے لیے کہتے ہیں ۔ تم نے کہا کہ وہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو ، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمہیں بتوں کی پرستش سے روکتے ہیں ۔ سچ بولنے اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں ۔ لہٰذا اگر یہ باتیں جو تم کہہ رہے ہو سچ ہیں تو عنقریب وہ اس جگہ کا مالک ہو جائے گا کہ جہاں میرے یہ دونوں پاؤں ہیں ۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ (پیغمبر) آنے والا ہے ۔ مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تمہارے اندر ہو گا ۔ اگر میں جانتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو اس سے ملنے کے لیے ہر تکلیف گوارا کرتا ۔ اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا ۔ ہرقل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ خط منگایا جو آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حاکم بصریٰ کے پاس بھیجا تھا اور اس نے وہ ہرقل کے پاس بھیج دیا تھا ۔ پھر اس کو پڑھا تو اس میں (لکھا تھا) : ¤¤ اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے ۔ ¤ اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ خط ہے شاہ روم کے لیے ۔ اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے اس کے بعد میں آپ کے سامنے دعوت اسلام پیش کرتا ہوں ۔ اگر آپ اسلام لے آئیں گے تو (دین و دنیا میں) سلامتی نصیب ہو گی ۔ اللہ آپ کو دوہرا ثواب دے گا اور اگر آپ (میری دعوت سے) روگردانی کریں گے تو آپ کی رعایا کا گناہ بھی آپ ہی پر ہو گا ۔اور اے اہل کتاب ! ایک ایسی بات پر آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے ۔ وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا رب بنائے ۔ پھر اگر وہ اہل کتاب (اس بات سے) منہ پھیر لیں تو (مسلمانو !) تم ان سے کہہ دو کہ (تم مانو یا نہ مانو) ہم تو ایک خدا کے اطاعت گزار ہیں ۔

ابوسفیان کہتے ہیں : جب ہرقل نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا اور خط پڑھ کر فارغ ہوا تو اس کے اردگرد بہت شور و غوغہ ہوا ، بہت سی آوازیں اٹھیں اور ہمیں باہر نکال دیا گیا ۔ تب میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابوکبشہ کے بیٹے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کا معاملہ تو بہت بڑھ گیا (دیکھو تو) اس سے بنی اصفر (روم) کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے ۔ مجھے اس وقت سے اس بات کا یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب غالب ہو کر رہیں گے ۔ حتیٰ کہ اللہ نے مجھے مسلمان کر دیا ۔ (راوی کا بیان ہے کہ) ابن ناطور ایلیاء کا حاکم ہرقل کا مصاحب اور شام کے نصاریٰ کا لاٹ پادری بیان کرتا تھا کہ ہرقل جب ایلیاء آیا ، ایک دن صبح کو پریشان اٹھا تو اس کے درباریوں نے دریافت کیا کہ آج ہم آپ کی حالت بدلی ہوئی پاتے ہیں ۔ (کیا وجہ ہے ؟) ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل نجومی تھا ، علم نجوم میں وہ پوری مہارت رکھتا تھا ۔ اس نے اپنے ہم نشینوں کو بتایا کہ میں نے آج رات ستاروں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ ہمارے ملک پر غالب آ گیا ہے ۔ (بھلا) اس زمانے میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں ؟ انھوں نے کہا کہ یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا ۔ سو ان کی وجہ سے پریشان نہ ہوں ۔ سلطنت کے تمام شہروں میں یہ حکم لکھ بھیجئے کہ وہاں جتنے یہودی ہوں سب قتل کر دئیے جائیں ۔ وہ لوگ انہی باتوں میں مشغول تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا ۔ جسے شاہ غسان نے بھیجا تھا ۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کئے ۔ جب ہرقل نے (سارے حالات) سن لیے تو کہا کہ جا کر دیکھو وہ ختنہ کئے ہوئے ہے یا نہیں ؟ انھوں نے اسے دیکھا تو بتلایا کہ وہ ختنہ کیا ہوا ہے ۔ ہرقل نے جب اس شخص سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتلایا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں ۔ تب ہرقل نے کہا کہ یہ ہی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس امت کے بادشاہ ہیں جو پیدا ہو چکے ہیں ۔ پھر اس نے اپنے ایک دوست کو رومیہ خط لکھا اور وہ بھی علم نجوم میں ہرقل کی طرح ماہر تھا ۔ پھر وہاں سے ہرقل حمص چلا گیا ۔ ابھی حمص سے نکلا نہیں تھا کہ اس کے دوست کا خط (اس کے جواب میں) آ گیا ۔ اس کی رائے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بارے میں ہرقل کے موافق تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (واقعی) پیغمبر ہیں

اس کے بعد ہرقل نے روم کے بڑے آدمیوں کو اپنے حمص کے محل میں طلب کیا اور اس کے حکم سے محل کے دروازے بند کر لیے گئے ۔ پھر وہ (اپنے خاص محل سے) باہر آیا اور کہا " اے روم والو ! کیا ہدایت اور کامیابی میں کچھ حصہ تمہارے لیے بھی ہے ؟ اگر تم اپنی سلطنت کی بقا چاہتے ہو تو پھر اس نبی کی بیعت کر لو اور مسلمان ہو جاؤ " (یہ سننا تھا کہ) پھر وہ لوگ وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف دوڑے (مگر) انہیں بند پایا ۔ آخر جب ہرقل نے (اس بات سے) ان کی یہ نفرت دیکھی اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو کہنے لگا کہ ان لوگوں کو میرے پاس لاؤ ۔ (جب وہ دوبارہ آئے) تو اس نے کہا میں نے جو بات کہی تھی اس سے تمہاری دینی پختگی کی آزمائش مقصود تھی سو وہ میں نے دیکھ لی ۔ تب (یہ بات سن کر) وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور اس سے خوش ہو گئے ۔ بالآخر ہرقل کی آخری حالت یہ ہی رہی ۔ ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو صالح بن کیسان ، یونس اور معمر نے بھی زہری سے روایت کیا ہے ۔

فقه الحديث

1. أبو اليمان الحكم بن نافع: حمصی ہیں۔
2. شعیب: شعيب بن أبي حمزة: القرشي الاموي ہیں. تابعین سے علم حاصل کیا. شعیب امام زہری کے شاگردوں میں سے سب سے زیادہ أثبت ہیں۔ الحکم شعیب سے جو روایات بیان کرتے ہیں وہ اکثر انہوں نے سماعا حاصل نہیں کیں بلکہ ان کی اجازت ملی تھی۔ ایسی احادیث کے لیئے بھی وہ أخبرنا استعمال کرتے ہیں۔
3. أبو سفيان رضي الله عنه: صحابي. صخر بن حرب بن أمية. عام الفيل سے دس سال قبل ولادت ہوئ. ام المؤمنين أم حبيبة رضي الله عنها اور معاوية رضي الله عنه کے والد ہیں۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

شرح الحدیث

تاریخی تجزیہ و تفصیل

یہاں سب سے پہلے ہم تاریخی تجزیہ ذکر کریں گے تاکہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ، ابوسفیان اور ہرقل کے ایک جگہ اجتماع کا راز بھی معلوم ہو جائے اور تاریخی اشکال بھی رفع ہو، اس کے بعد واقعۂ حدیث کی تشریح ہوگی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے اس وقت دو بڑی سلطنتیں تھیں، ایک روم اور دوسری فارس یا ایران، یہ دونوں سلطنتیں اس قدر وسیع تھیں کہ اپنے اپنے علاقوں سے نکل کر عرب کے بعض خطوں میں آچکی تھیں، چنانچہ عراق و یمن کو چھوڑ کر مصر و شام روم کے زیر اثر تھے، فارس کے لوگ آتش پرست مجوسی اور رومی عیسائی اہل کتاب تھے، فارس کا بادشاہ کسریٰ کہلاتا تھا اور روم کا بادشاہ قیصر۔ قیصر کے معنی ان کی زبان میں چاک کرنے کے تھے۔ ان کا ایک بڑا بادشاہ ماں کے مرجانے کی وجہ سے پیٹ چاک کر کے نکالا گیا تھا۔ وکان یفتخر بذلك۔ اسی سے اخذ کر کے اس وقت سے ان کے بادشاہوں کا لقب قیصر ہونے لگا۔

روم اور فارس کے درمیان ہمیشہ لڑائی رہتی تھی، چنانچہ ۶۰۲ء یا ۶۱۴ء تک ان کی حریفانہ نبرد آزمائیاں جاری رہیں۔

۵۷۰ء میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور ۶۱۰ء میں یعنی چالیس سال کے بعد بعثت ہوئی، مکہ والوں میں روم و فارس کی جنگوں کی خبریں پہنچتی رہتی تھیں کیونکہ ان کے اثرات عرب کی حدود تک پہنچے ہوئے تھے، اور یہ خبریں خاص دلچسپی سے سنی جاتی تھیں، مشرکین فارسیوں کو اپنے سے قریب سمجھتے تھے اور مسلمان رومیوں کو، کہ وہ اہل کتاب تھے، جب فارس کے غلبہ کی خبر آتی تو مشرکین خوش ہوتے تھے اور مسلمان آزردہ ہوتے تھے اور روم کے غلبہ کی صورت میں معاملہ اس کے برعکس ہوتا۔

۶۱۴ء میں جب کہ قمری حساب سے ولادت باسعادت کو پینتالیس سال ہو چکے تھے اور بعثت کو پانچ سال گزر چکے تھے۔ شاہِ فارس خسرو پرویز نے رومیوں کو ایک فیصلہ کن شکست دی اور مصر و شام اور ایشیائے کوچک پر قبضہ کرلیا، ہرقل کو ایرانی لشکر نے قسطنطنیہ میں پناہ گزیں ہونے پر مجبور کردیا، بڑے بڑے پادری قتل یا

(۱) تفصیل کے لیے دیکھ[illegible]

قید کر لیے گئے، بیت المقدس سے سب سے مقدس ترین صلیب ایرانی فاتحین لے اڑے، بظاہر رومیوں کے اب دوبارہ ابھرنے کی کوئی صورت نہ رہی، مشرکین خوب خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ جس طرح فارس نے روم کو مٹادیا اسی طرح اب ہم تمہیں مٹاڈالیں گے۔

ایسے موقع پر قرآن کریم نے اسباب ظاہری کے بالکل برخلاف اور اپنی عادت کے خلاف مدت کی تعیین کر کے پیشین گوئی کی کہ: "الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ." (۱۰)

آیت کے نزول کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بعض مشرکین سے شرط باندھ لی (اس وقت تک اس کی حرمت نہیں ہوئی تھی) کہ رومیوں کو دوبارہ اہل فارس پر غلبہ حاصل ہوگا، پہلے کچھ مدت مقرر کی تھی آپ کے ارشاد پر نو سال کا تقرر ہوا، مشرکین تو مطمئن تھے کہ رومی نو سال تو کیا، سو سال میں بھی نہیں اٹھ سکتے، اس لیے انہوں نے شرط مان لی اور نو سال کی مدت کو قبول کرلیا۔ ٹھیک نو سال بعد جب مسلمان بدر کی فتح کی خوشی منا رہے تھے قیصر کی فتح کی خبر آئی، مسلمانوں کی خوشی دوبالا اور مشرکین کا غم دوہرا ہوگیا، بہت سے لوگ قرآن کریم کی پیشین گوئی کی صداقت سے متاثر ہو کر مسلمان بھی ہوئے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سو اونٹ وصول کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صدقہ کرنے کا حکم دے دیا۔

اس کے بعد جنگوں کا سلسلہ جاری رہا۔ ۶ھ میں صلح حدیبیہ ہوئی، اس کے نتیجہ میں کچھ امن ملا تو ابو سفیان ایک قافلہ لے کر تجارت کی غرض سے شام روانہ ہوئے، ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں جہاں بآسانی ممکن تھا سلاطین عالم کو دعوت اسلام کے خطوط روانہ کیے، چناں چہ محرم ۷ھ میں حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ ہرقل کے لیے خط لے کر چلے۔

دوسری طرف ہرقل نے یہ منت مانی تھی کہ فارسیوں پر غلبہ ہو جائے تو میں حمص سے پیدل ایلیاء یعنی بیت المقدس کا سفر کروں گا، چناں چہ اسی نذر کے سلسلہ میں ہرقل بیت المقدس پہنچا، حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب مبارک لے کر والی بُصری کے پاس پہنچے تاکہ وہ ہرقل تک نامۂ مبارک پہنچا دے، لیکن والی بُصری نے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو بیت المقدس بھیج دیا کیوں کہ ہرقل وہاں پہنچ چکا تھا۔

(۱۰) سورۃ الروم: ۱–۵

ایک اشکال اور اس کا جواب

یہاں اشکال ہوتا ہے کہ فتح ۲ھ میں ہے تو پھر نذر چار سال بعد کیوں پوری کی جارہی ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ نذرِ مطلق کا علی الفور پورا کرنا ضروری نہیں ہوتا، اس لیے تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں، یا یہ بھی ممکن ہے کہ اصل فتح تو ۲ھ میں ہوئی ہو مگر تھوڑا بہت سلسلہ چلتا رہا ہو اور چار سال میں پورا انتظام و اطمینان اور فتح کی تکمیل ہوئی ہو۔

حدیثِ ہرقل کے واقعہ کی تمہید

آپ نے ہرقل کی طرف دو مرتبہ والا نامہ ارسال فرمایا۔ ایک مرتبہ ۷ھ میں اور دوسری مرتبہ غزوۂ تبوک کے موقع پر، دونوں میں چونکہ خلط ہو جاتا ہے اس لیے ہم بالترتیب دونوں کو علیحدہ علیحدہ ذکر کریں گے۔

پہلی مرتبہ دعوتِ اسلام

ہرقل جب بیت المقدس پہنچا تو اس نے بذریعۂ علم نجوم دریافت کیا کہ ملک الختان غالب آنے والا ہے، اعیان مملکت سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ختنہ کرنے والے تو یہودی ہیں ان کی طرف سے کیا خطرہ ہوسکتا ہے، چنانچہ انہوں نے یہود کو قتل کا مشورہ دیا۔ اسی اثناء میں حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ خط لے کر بیت المقدس پہنچے، حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے یا خط کے اوپر کی عبارت سے پتہ چل گیا کہ خط عرب سے آیا ہے اور مدعی نبوت نے بھیجا ہے، قاصد کے متعلق معلوم کرلیا گیا کہ مختون ہے اور عرب میں ختنہ کا رواج ہے، اس کے بعد قافلہ عرب کی تلاش ہوئی تاکہ خط بھیجنے والے کے حالات معلوم کیے جائیں، اس طرح ابوسفیان ہرقل کے پاس پہنچے، ابوسفیان سے سوال و جواب کے بعد ہرقل نے بڑے زوردار طریقہ سے آپ کی صداقت کا اعلان کیا اور ملاقات کا اشتیاق بھی ظاہر کیا، پھر اس کے بعد خط پڑھا گیا اور شور مچا تو ابوسفیان کو رخصت کردیا گیا۔

رومیہ جو اٹلی کا دار السلطنت ہے، یہ ہمیشہ نصاریٰ کا اصل مرکز رہا ہے، وہاں ضغاطر نامی ایک بڑا لاٹ پادری تھا سب نصاریٰ اس کو مانتے تھے، ہرقل نے اس خط کو ضغاطر کے پاس بھیجا اور یہ بھی لکھا کہ میں نے اس خط کے پہنچنے سے پہلے ہی بذریعۂ نجوم یہ معلوم کرلیا تھا کہ یہ لوگ غلبہ پانے والے ہیں اس لیے کہ یہی ختنہ کرنے والے ہیں، اس واقعہ میں تعیین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ خط لے جانے والا کون ہے، ہرقل بیت المقدس

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

سے حمص جا کر ٹھہرا، جب ہرقل کا بیان مع والا نامہ رومیہ پہنچا تو لاٹ پادری نے تصدیق کی اور جواب لکھا کہ ہمیں بھی معلوم تھا کہ خاتم النبیین کا وقت قریب ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی نبی ہیں، مگر اس وقت ضغاطر نے اپنے اسلام کا اظہار نہیں کیا، صرف خط کے جواب میں ہرقل کی رائے کی موافقت کی اور تصدیق کر کے بھیج دیا، ہرقل ابھی حمص میں تھا کہ جواب آگیا۔

جب اس نے دیکھا کہ بڑے پادری نے موافقت کی ہے تو اس کو امید ہوئی کہ اب ہماری قوم مان جائے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرے گی اس لیے کہ دنیا کا سب سے بڑا بادشاہ بھی کہہ رہا ہے اور دین کا سب سے بڑا عالم بھی کہہ رہا ہے، اس امید پر اس نے روم کے بڑے بڑے لوگوں کو بلایا، وہ ایک مرتبہ ان کا تنفر اور ہیجان دیکھ چکا تھا، اس نے یہ تدبیر کی کہ سب کو بلا کر باہر نکلنے کے سارے دروازے بند کرا دیے اور خود ایک بالا خانہ پر چڑھ گیا اور وہاں سے تقریر کی تاکہ دست درازی کی نیت سے کوئی اس کے پاس آسانی سے نہ پہنچ سکے، اور ہیجان میں یہ لوگ باہر جا کر فساد بھی نہ پھیلا سکیں، سب جوش یہیں ختم ہو جائے، اس نے کہا "یا معشر الروم، هل لكم في الفلاح والرشد؟" جب لوگوں نے اس کی تقریر سنی تو کہنے لگے یہ ہمیں عرب کا غلام بنانا چاہتا ہے۔

ہرقل نے یہ کیفیت دیکھ کر خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی تو میری سلطنت جاتی رہے گی، چنانچہ ہرقل نے مال وجاہ کے زوال کے خوف سے اسلام قبول نہیں کیا اور آخر میں وہی تدبیر کی جس کا حدیث میں ذکر ہے۔ یعنی کہنے لگا کہ میں نے یہ باتیں تمہارا امتحان لینے کے لیے کی ہیں، میرا یہ مقصد نہیں کہ ہم اپنا دین چھوڑ دیں چنانچہ یہ سن کر لوگ پھر اس کی تعظیم بجا لائے۔

لیکن ہرقل نے والا نامہ کی توہین نہیں کی، جیسے کہ کسریٰ نے کی تھی، بلکہ حریر میں لپیٹ کر رکھ دیا اور کہا کہ جب تک یہ ہمارے پاس رہے گا تو بڑی خیر و برکت کی چیز ہمارے پاس رہے گی۔ (۱۱)

دوسری مرتبہ دعوتِ اسلام

پھر دوسری مرتبہ جب آپ تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک تشریف لے گئے تو یہی ہرقل قیصر روم تھا، اس موقع پر پھر آپ نے دعوت نامہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا تو اس نے کہا کہ میں کیا کروں۔ میری قوم

(۱۱) دیکھیے، عمدة القاري: ۱/۷۹-۹۹، والبداية والنهاية: ٤/٢٦٢-٢٦٨

نہیں مانتی، رومیہ میں بڑا لاٹ پادری ہے اس کو سب نصاریٰ مانتے ہیں وہاں یہ خط لے کر جاؤ۔ چنانچہ خود حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ والا نامہ لے کر رومیہ گئے، یہاں متعین ہے کہ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ ہی گئے تھے، لیکن یہاں یہ متعین نہیں کہ بڑا پادری رومیہ کا وہی ضغاطر ہے یا کوئی دوسرا پادری تھا، بہر حال جو بھی ہو، دحیہ رضی اللہ عنہ گئے اور اس نے تصدیق کی کہ بے شک یہ نبی آخر الزمان ہیں، میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا اسلام کہنا اور بتانا کہ میں نے ایمان قبول کر لیا ہے، پھر غسل کیا، کپڑے بدلے اور عام مجمع میں ایمان کا اعلان کیا اور ان کو ایمان کی دعوت دی سب کے سامنے کلمۂ شہادت پڑھا مگر لوگوں نے اس کو اسی مجلس میں شہید کر ڈالا۔

یہ واقعہ دیکھ کر حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے اور ہرقل کے پاس آ کر سارا ماجرا بیان کیا تو اس نے کہا کہ جب ان کے ساتھ یہ ہوا تو آپ اندازہ کر لیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا، غرض وہ ایمان نہیں لایا، فقط صداقت کا اعلان کرنے اور شوق ظاہر کرنے سے ایمان نہیں آتا، غزوۂ تبوک کے موقع پر اس نے جواب میں لکھا تھا "إني مسلم" تو آپ نے فرمایا تھا "كذب بل هو على نصرانيته" یہ سب زبانی جمع خرچ تھا، انقیاد اور تسلیم کو اس نے اختیار نہیں کیا تھا۔ (۱۲)

تنبیہ

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں جو رومیوں کے ساتھ جنگ ہوئی اور پھر یرموک کے موقع پر ان کو تباہ کن شکست دی گئی اس وقت قیصر روم کون تھا؟ آیا یہی ہرقل تھا یا اس کا لڑکا؟ دونوں ہی اقوال ہیں البتہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکاتبت جس سے ہوئی تھی وہ ہرقل تھا، اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا "مورق" تخت نشین ہوا اور یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تھا، پھر اس کے بعد اس کا بیٹا "ہرقل بن قیصر" یعنی ہرقل کا پوتا بادشاہ بنا، اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں اسی سے جنگیں لڑی گئیں اور حضرت ابوعبیدہ وخالد بن الولید رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں یہ شکست سے دوچار ہو کر شام سے قسطنطنیہ فرار ہو کر چلا گیا تھا۔ (۱۳)

(۱۲) دیکھیے، فتح الباري: ۱/۳۷، وعمدة القاري: ۱/۹۸

(۱۳) عمدة القاري: ۱/۹۹

روم کا اطلاق

روم کا اطلاق فقط اس خطہ پر ہوتا ہے جس کو آج کل رومۃ الکبریٰ کہا جاتا ہے، جہاں اس وقت اٹلی کا دار السلطنت ہے، اس کا نام رومیہ بھی ہے، مگر پہلے زمانہ میں روم کا اطلاق اس رومیہ، قسطنطنیہ اور ایشیائے کوچک، یونان، سب کے مجموعہ پر ہوتا تھا کیوں کہ مرکز دار السلطنت رومیہ میں تھا جو حقیقۃً روم ہے اور یہ سب ممالک اسی کے ماتحت تھے، اس بنا پر سب کو روم کہہ دیا جاتا تھا۔

رومیہ کی مرکزیت ابتداء میں تھی، پھر خود آپس میں ان کے کچھ اختلافات ہوئے اور دوسرا ایک مرکز قسطنطنیہ میں بھی قائم کیا گیا، چناں چہ ہرقل کے عہد میں روم کا دار السلطنت قسطنطنیہ ہی میں تھا، انہی کے ماتحت شام بھی تھا، حمص شام ہی کا ایک بڑا شہر ہے، قسطنطنیہ سے بیت المقدس جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا ہے۔ واللہ اعلم۔

روایت کی ترجمة الباب سے مناسبت

حدیث میں موحی إلیه یعنی رسول الله صلی الله علیه وسلم کی عظمت و صداقت اور دیانت وشرافت کا بیان ہے۔ حدیث ھرقل میں ابو سفیان کی زبانی رسول الله صلی الله علیه وسلم کے نزول وحی کے ابتدائ دور کے حالات بیان ہو رہے ہیں۔

© 2026 Dr. Seema Tahir Institute

فوائد حدیث

حدیثِ ہرقل سے مستنبط چند فوائد

۱- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مکتوب الیہ اگر چہ کافر ہو جب دعوت الی الاسلام کے سلسلہ میں خط لکھیں گے تو ملاطفت اور نرمی کا اسلوب اختیار کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کے خط میں یہی ملاطفت اور نرمی کا رویہ اختیار کیا ہے کمامرّ تفصیلہ۔

۲- اس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ چاہے کافر کو خط لکھا جائے لیکن اس کو بھی "بسم الله الرحمن الرحيم" سے شروع کیا جائے گا، یہ نہیں کہ مکتوب الیہ کافر ہے اس لیے اس میں "بسم الله الخ" نہیں لکھیں گے۔

۳- اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ خبرِ واحد پر عمل واجب ہے کیوں کہ آپ نے ایک آدمی کے ذریعہ خط بھیجا ہے اور آپ کا مقصد یہ ہے کہ اس کے مطابق عمل کیا جائے، تو خبرِ واحد پر عمل کا لازم ہونا معلوم ہو رہا ہے۔

۴- چوتھا فائدہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر اہلِ کتاب میں سے کوئی شخص ایمان لائے گا تو اس کو دوہرا اجر ملے گا، کیوں کہ آپ نے فرمایا: "أَسْلِمْ تَسْلَمْ يؤتِكَ الله أجرك مرتين."

۵- پانچویں بات یہ ثابت ہوئی کہ آیات قرآنیہ کو لے کر کفار کے ملک کی طرف سفر کرنا جائز ہے، جیسا کہ ہرقل کے ملک کی طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خط کو لے کر سفر کیا گیا اور اس کے اندر قرآن کی آیت لکھی ہوئی تھی۔ وسيأتي تفصيل المسألة في محله إن شاء الله.

۶- چھٹا فائدہ یہ معلوم ہوا کہ کفار کو پہلے اسلام کی دعوت دی جائے گی، جیسا کہ ہرقل کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی۔

۷- ساتویں بات یہ معلوم ہوئی کہ امورِ دین میں ان لوگوں کو ترجیح حاصل ہوگی جو نسبی شرافت کے حامل ہوں، یعنی اگر ایسے لوگ موجود ہوں جو دین کے حامل ہوں، اس کے مقتضی پر عمل کرنے والے ہوں تو ان میں جو نسبی شرافت رکھتا ہوں اسے ترجیح ہوگی، اگر کوئی نسبی شرافت تو رکھتا ہے لیکن حامل دین نہیں اور اس کے مقتضی پر عمل نہیں کرتا اور دوسرا آدمی جو نسبی شرافت نہیں رکھتا لیکن دین کے مقتضی پر عمل کرنے والا ہے تو جو دین کے مقتضی پر پورا پورا عمل کرتا ہے اگر چہ نسبی شرافت کا حامل نہیں اس کو ترجیح ہوگی، ایسی حالت میں محض نسبی شرافت وجہ ترجیح نہ بنے گی۔

۸- ایک مسئلہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ جس خط کے اندر قرآن کی آیت لکھی ہوئی ہو اس کو محدث، جنبی اور کافر بھی اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خط میں قرآن کریم کی آیت لکھی تھی اور کافر کے ہاتھ میں وہ خط پہنچا۔

۹- نواں فائدہ یہ سمجھ میں آیا کہ خط کے اندر ایجاز اور اختصار اولیٰ ہے، یہی بلاغت کا تقاضا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک ایجاز واختصار کے ساتھ ساتھ بلاغت کی اعلیٰ قسم پر مشتمل تھا۔

۱۰- اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے ملک کی طرف سفر کرنا جائز ہے، جیسا کہ آپ کے قاصد حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ نے روم کا سفر کیا۔

۱۱- یہ بھی معلوم ہوا کہ تبلیغ کی خاطر قرآن کریم کی آیات کو اگر کفار کے پاس لکھ کر بھیجا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا۔

۱۲- ایک بات یہ ثابت ہوئی کہ گمراہی کا سبب بننا بھی گمراہی میں داخل ہے اور باعثِ گناہ ہے جیسا کہ "فإن توليت فإن عليك إثم اليريسيين" سے معلوم ہو رہا ہے۔

۱۳- ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ کذب تمام امتوں کے نزدیک قبیح اور برا ہے صرف رافضیوں کا ایک فرقہ ہے جو کذب کو باعث اجر وثواب سمجھتا ہے باقی تمام امتوں کا کذب کی قباحت پر اجماع ہے۔

۱۴- ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ انبیاء علیہم السلام کو اعلیٰ نسب کے اندر مبعوث کیا جاتا ہے۔

© 2026 D

۱۵- ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ اہل کتاب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا علم تھا۔

۱۶- یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اہلِ کتاب کو قبل از قتال اسلام کی دعوت دی جائے گی قتال کی نوبت بعد میں آئے گی جب کہ وہ اسلام یا جزیہ میں سے کسی ایک کو بھی قبول نہ کریں۔

۱۷- ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ کفار کو ابتداءً سلام نہیں کیا جائے گا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "سلام علیٰ من اتبع الهدیٰ" فرمایا ہے "سلام علیکم" نہیں فرمایا۔

۱۸- ایک بات یہ ثابت ہوئی کہ کفار کو جب اسلام کی دعوت پیش کی جائے اور وہ اسلام کی دعوت کو قبول کرنے میں لیت ولعل کریں تو ان کا عذر قابل قبول نہیں ہوگا، ہرقل نے دعوت قبول نہیں کی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "كذب بل هو على نصرانيته." (۴۰)

۱۹- ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ مکاتبات اور خطبہ میں "اما بعد" کہنا مستحب ہے۔(۴۱)

رواه صالح بن كيسان و يونس و معمر عن الزهري

یہ روایت جو آپ نے پڑھی ہے اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ابوالیمان رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان کے استاذ شعیب رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ان کے استاذ زہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے عبیداللہ بن عبداللہ عن ابن عباس کے طریق سے حدیث نقل کی ہے۔

یہاں "رواه صالح بن كيسان ......الخ" فرما کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ زہری سے روایت کرنے والے جیسے شعیب ہیں اسی طرح یہ تینوں بھی امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔

چناں چہ صالح بن کیسان کی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "إبراهيم بن حمزة حدثنا إبراهيم بن سعد عن صالح بن كيسان عن ابن شهاب عن عبيدالله بن عبدالله عن ابن عباس" کے طریق سے "كتاب الجهاد، باب دعاء النبي صلى الله عليه وسلم الناس إلى الاسلام والنبوة" میں نقل کی ہے۔البتہ اس روایت میں ابن الناطور کا قصہ نہیں ہے۔اسی طریق سے امام مسلم رحمۃ اللہ

علیہ نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔(۴۲)

اسی طرح یونس کی روایت بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "كتاب الجهاد، باب قول الله عزوجل: قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ" میں اور "كتاب الاستئذان، باب كيف يكتب إلى أهل الكتاب" میں مختصراً نقل کی ہے، ان کے طریق سے مکمل حدیث طبرانی نے روایت کی ہے۔

اور معمر کی روایت بھی امام بخاری نے "كتاب التفسير، باب قل يأهل الكتاب تعالوا إلى كلمة سواء بيننا وبينكم أن لا نعبد إلا الله" میں نقل کی ہے۔

علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر کچھ اور احتمالات ذکر کیے ہیں جن کی علامہ عینی اور حافظ ابن حجر رحمہما اللہ نے زوردار طریقہ سے تردید کردی ہے۔(۴۳)

والله أعلم وعلمه أتم وأحكم

قدتم شرح كتاب بدء الوحي

ويليه إن شاء الله تعالىٰ كتاب الإيمان